

مجلد اول

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
(امام احمد رضا خان بریلوی)

# سراج الفقہاء



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد  
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

۵۰۶/۲ ای۔ ناظم آباد۔ کراچی، (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

ادارہ مسعودیہ

بازارِ تعالیٰ

## ابتداء

امام احمد رضا بریلوی (۱۸۵۶ء — ۱۹۲۱ء) اپنے عہد کے عظیم محدث و فقیہ تھے۔ آپ نے اسیویں اور بیسویں صدی عیسوی میں مسلک جمہور کا احیاء کیا اور سوا اظہر اہل سنت و جماعت کی لاج رکھ لی۔ حرمین شریفین، پاکستان اور بلاد اسلامیہ کے بکثرت علماء و فضلاء نے آپ کی ہمہ گیر علمیت و بصیرت اور سنے مثال دینی و ملی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ پاک و ہند کے دورِ آخر کے مفتیوں میں مفتی اعظم شاہ محمد غلام غفر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (خطیبِ داہم مسجد جامع فقہوری دہلی) اور مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی (صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ، دہلی) بھی امام احمد رضا کے تلمیذ اور وسعت علمی کے معترف تھے۔ مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی نے فرمایا۔

”اس میں کلام نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں کا علم بہت وسیع تھا“

(مفت روزہ ”ہجوم“ نئی دہلی، ۱۱ اگست ۱۹۵۵ء، ص ۶۱۶)

مغربی ممالک میں البینہ کی قدیم اور مشہور جامعہ، لائبرین یونیورسٹی کے شیخِ علوم اسلامیہ کے سن سیدیہ اور جہاں دیدہ پروفیسر، ڈائریکٹر۔ ایم۔ ایس۔ بلیان کو

تمام کتاب	معراج الفقہاء
مصنف	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری
صفحات	۲۴
کتابت	مخطوطاتی
ساز	$\frac{۲۶ \times ۲۳}{۱۶}$
تعداد	۳۰۰۰
اشاعت	۱۴۱۱ھ / ۱۹۹۶ء
ناشر	ادارہ مسعودیہ

ملنے کے پتے

ادارہ مسعودیہ، ۲/۶-۵ ای ناظم آباد - کراچی  
مظہری پبلیکیشنز، ۸/۲۶-۴۱-۴۱-۴۱، نی کالونی کراچی فون ۹۹۴۵۲۱  
المختار پبلیکیشنز، ۲۵ جاپان میٹروپولیٹن روڈ، صدر کراچی  
مکتبہ رضویہ، ایم ایچ روڈ، کراچی  
مکتبہ غوثیہ، ریسرچی سٹریٹ کراچی فون نمبر ۹۹۲۳۳۴۸  
ادارہ مسعودیہ، بسینٹ انشورڈ ہاؤس  
مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ انڈین کونگریس ٹرسٹ - (لاہور)

کو حسب اہم احمد رضا کے بارے میں لکھا گیا تو وہ حیران رہ گئے کیوں کہ علوم اسلامیہ کے استاد ہونے کے باوجود وہ اہم احمد رضا کے نام تک سے بے خبر تھے لیکن جب انہوں نے فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کیا تو اہم احمد رضا کی تجربہ عملی کا برہان عارف کیا اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں پیش کئے جانے والے اپنے مقالات میں اہم احمد رضا کا ذکر کیا۔ چنانچہ انٹرنیشنل برگ بونیڈر سٹی (مغربی جرمنی) اور پڑ ایسٹ (ہنگری) کی بین الاقوامی کانفرنسوں میں موصوف نے جو مقالات پیش کئے ان میں فتاویٰ رضویہ کے متعدد حوالے موجود ہیں۔

فتاویٰ رضویہ پر پروفیسر عبداللہ قادری (کراچی یونیورسٹی، کراچی) نے بہت مفید کام کیا ہے۔ انہوں نے ایک مستقل مقالے میں فتاویٰ رضویہ کا موضوعاتی جائزہ پیش کیا ہے۔ یہ مقالہ ادارہ تحقیقات اہم احمد رضا، کراچی نے ۱۹۸۸ء میں شائع کر دیا ہے۔ ایک اور اہم کام جامعہ نظامیہ، لاہور کے مہتمم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، عظیم الشانی کر دے ہیں۔ وہ فتاویٰ رضویہ کے ترجمہ و تخریج کا کام کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فتاویٰ رضویہ فقہ اسلامی کا ایک عظیم الشان نیکو بیٹا ہے، اس پر تحقیق کے لئے محققین اور اہل علم و فنون کی ضرورت ہے جو ایک اکیڑی میں بیٹھ کر اس اہم کام کو انجام دیں۔ فتاویٰ رضویہ کی حجابات کے ترجمے اور حوالوں کی تفصیلات کے علاوہ جن کتب و رسائل اور ماہناموں و رسائل کا فتاویٰ رضویہ میں ذکر کیا گیا ہے ان کے متعلق علمی، تاریخی، جنرالیٹری تفصیلات بھی فراہم کی جائیں اور فتاویٰ کے حوالوں، تاریخ و دیانت اور سماجی و معاشرتی پس منظر کا بھی جائزہ لیا جائے۔

جن علوم و فنون میں اہم احمد رضا کو ہدایت حاصل تھی ان میں علم فقہ خاص استیاد رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد محققان و فضلا اور دانشوروں نے اہم احمد رضا کی فقہیت کو موضوع بحث بنایا ہے اور علمی مقالات، مضامین لکھے ہیں۔ مثلاً یہ حضرات:-

علامہ محمد طیفی، احمد ایلسی رضوی، مفتی وقار الدین قادری، علامہ شمس بریلوی، جسٹس ڈاکٹر مفتی سید شہناخت علی قادری، مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری، مولانا غلام رسول سعیدی، مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد طیفی، اختر مصباحی، مولانا محمد گل محمد رضا قادری، مولانا عبد القدوس مصباحی، مولانا علاء الصلطنی قادری، مولانا محمد شجاع الدین رتوی، سید انور علی ایڈووکیٹ، پروفیسر خیاں احمد گل کاکوش، پروفیسر محمد فاروق قادری، پروفیسر حافظ محمد شکیل ادج، میاں عبدالرشید وغیرہ وغیرہ۔

اور ڈاکٹر حسن رضا خاں نے تو اہم احمد رضا کی فقہیت پر پلٹ کر یونیورسٹی (بھارت) سے ڈاکٹریٹ کیا ہے لیکن اس کے باوجود اہم احمد رضا کی فقہیت کے متعدد گوشے ہنوز کشمکش تحقیق ہیں۔ پیش نظر مقالہ بھی اہم احمد رضا کی فقہیت سے متعلق ہے۔

یہ مقالہ آج سے پانچ برس قبل ۱۹۸۹ء میں لکھا گیا تھا۔ اس میں مندرجہ تمام حقائق کا تعلق پانچ سال قبل کی معلومات سے ہے۔ یہ مقالہ پہلے ادارہ تحقیقات اہم احمد رضا، کراچی نے ۱۹۸۸ء میں ڈاکٹر حسن رضا خاں کے مقالے فقہ اسلام کے ساتھ بطور افتتاحیہ شائع کیا پھر ادارہ تحقیقات اہم احمد رضا، کراچی نے اسی سال اپنے سالنامہ سہ ماہی میں شائع کیا۔ اس کے بعد مرکزی مجلس اہم اعظم، لاہور نے کتابی صورت میں شائع کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ خیال تھا کہ نقل ثانی کر کے اس میں ضروری اضافے کر دیے جائیں گے کہ اہم احمد رضا سے متعلق معلومات میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے، دُنیا کے چار براعظموں میں اہم احمد رضا پر کام ہو رہا ہے اور نئے نئے حقائق سامنے آ رہے ہیں۔ لیکن عہدِ عمر کی وجہ سے ماسوائے ایک دو اضافوں کے کوئی خاص اضافہ نہ کیا جا سکا اور یہ کام آئندہ کے لئے اٹھا رکھا گیا۔ بہر حال اب برادرِ جناب

عبدالستاد طاہر زبیر محمد (سیکریٹری مرکزی مجلس اہم عظیم دلاہور) اس مقالہ کو پہلی بار کتابی صورت میں شائع کر رہے ہیں۔ مولیٰ قاضی موصوف کو اور سر پرست مجلس علامہ محمد عبدالحکیم اختر شاہ جہان پوری مظہری ذبیحہ عتیقہ نیز تمام اراکین و مساعین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر

مُحَمَّدُ مَسْعُودُ أَحْمَدُ

۶ رجب المرجب ۱۴۰۹ھ  
۱۳ فروری ۱۹۸۹ء

پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج بٹھنڈہ (سندھ)

## سرتاج الفقہاء

(۱)

امام احمد رضا خان بریلوی (م ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۲ء) عہد جدید کے عظیم عقیدتی محقق، جس پر اُن کی علمی تخلیقات و تحقیقات شاہد اور ترازو ہو گواہ ہے۔ زمانے نے اُن کو جانچا، پرکھا اور پھر آفتاب، مانتاب بنا دیا۔ اُن کی روشنی دور دورہ تھی۔ اُن کی آواز دور دورہ تھی، علمائے عرب نے اُن کے فضل و کمال کی کھلے دل سے داد دی اور خوب خوب سراہا۔ چنانچہ مشہور عہد الرحمن وہاں کی فرماتے ہیں:-

الذی شہد له علماء البلدا الحوام بمانته البید الضرہ الامام ملہ  
ترجمہ:- وہ جس کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ علمائے کرام گواہی دے رہے ہیں کہ وہ  
سرورِ دین ہیں کیونکہ وہ بیگانہ سے۔

اور شیخ عبداللہ بن علی مدنی فرماتے ہیں:-

وهو لدرة هذا الزمان وغرة هذا الدهر والأوان .....

بید الشیوخ والفضلاء لکرام بیتیة الدهر بلا توان ملہ

ترجمہ:- وہ نادر روزگار اس وقت اور اس زمانے کا نورِ معر و منار اور فضلاء کا

سرور و بلا تامل وہ زمانے کا گوہر کیانت۔

ملہ احمد رضا خان احسان الرحمن، مطبوعہ لاہور ص ۸۴  
ملہ احمد رضا خان، الدولہ المکیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۹۳-۹۶

شیخ محمد عارف بن علی الدین اپنی احمد فرماتے ہیں۔

فکلامہ .... یدل علی کمال عبادہ

ترجمہ: ان کا کلام ان کے کمال پر دلالت کرتا ہے۔

اور شیخ ہی کے علامہ شیخ محمد الناکھی تحریر فرماتے ہیں۔

جامع الکلمات والعضائل من الخط دون شرحه فی منتطاول

فانہ بن الفضل والیاء والمذبح فضلہ اعداؤک ومحبوہ، مقفلا

فی العلم جلیل ومثلہ فی الانام قلیل

ترجمہ: فضائل و کمالات کے ایسے جامع ہیں جن کے سامنے بڑے سے بڑا

یہ سچ ہے، وہ فضل کے باب اور بیٹے ہیں۔ اُن کی فضیلت کا یقین دشمن و دوست

دونوں کو ہے، اُن کا علمی مقام بہت بلند ہے، اُن کی مثال لوگوں میں بہت

کم ہے۔

پاک و ہند کے فضلاء و محققین میں اُن کی وہم ہے۔ چنانچہ پاکستان کے مشہور محقق و

دانشور پروفیسر ڈاکٹر مسطفی خاں صاحب (سابق صدر شیخ اورو، مندرہ یونیورسٹی، حیدرآباد،

مندہ) فرماتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں عبد الرحیم اپنے دور کے بے مثل علماء میں

شمار ہوتے ہیں، اُن کے فضل و کمال، ذہنیت، فطانت، طباطبی و ذرا کی

کے سامنے بڑے بڑے علماء و فضلاء، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین

اور شہر قین نظروں میں نہیں بیچتے۔

۱۹۲۱ء میں جب ام احمد رضا کا وصال ہوا تو لاہور کے ہمدانیہ اخبار نے اپنے ادارہ

میں ایک تقریر پڑھائی جس کو پڑھ کر یہ اعلاہ ہوتا ہے کہ پاک و ہند میں ام احمد رضا

کا بڑا پرچار تھا اور اُن کے فضل و کمال کے سبب قائل تھے، ادارہ نگار لکھتا ہے۔

۱۳ ص ۱۳۹

۱۳ ص ۱۳۹

آپ ہندوستان میں علوم اسلامیہ دین کے آفتاب تھے، بڑے فاضل

اور سچہ و حقیقہ بعید عالم .... آپ کی وفات سے ہندوستان کی ایک ایسی

برگزیدہ ہستی اٹھ گئی جس کی خالی جگہ پُر کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔

ام احمد رضا کے فضل و کمال کے ساتھ ساتھ ان کی وسعت علم کے بھی فضلاء و دانشور

قابلِ نظر آتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر جی. ڈی. قریشی (یو کال یونیورسٹی، انڈیا) لکھتے ہیں۔

انہوں نے اپنے وسیع اور عظیم علم کے طفیل اپنی ذات میں ایک اسلامی

یونیورسٹی کی بندیاں جم کر کر لی ہیں۔ (ترجمہ انگریزی)

اور پروفیسر ایس. ٹی. نقوی (صدر شیعہ کمیٹی گورنمنٹ ڈگری کالج، ممبئی) لکھتے ہیں۔

وہ اپنے ہم عصر عظیم فقیہ اور مصنف تھے، ان کا علم وسیع اور قلموں بھرا۔

وہ، علوم و فنون پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ (انگریزی ترجمہ)

عبد جدید کے شعور و معرفت صنف مولانا ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب کے علم فضل کا میرے دل میں بڑا احترام

ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی وسیع نظر رکھتے تھے اور اُن کی اس فضیلت

کا اعتراف اُن لوگوں کو بھی ہے جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔

پاکستان کے ایک سن سیدہ، محبان و فکرا مایا عبدالرشید اپنی انگریزی کتاب

”پاک و ہند میں اسلام“ (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء) میں لکھتے ہیں۔

حضرت احمد رضا خاں بریلوی برصغیر کی چند غیر معمولی شخصیات میں سے ایک

تھے۔ وہ ہمہ گیر عبقری، نہایت ذہین اور متقی اور فقہ اسلامی کے ماہر۔۔۔

اُن کا علم ہمہ گیر تھا۔ (ترجمہ انگریزی)

۱۳ ص ۱۳۹

۱۳ ص ۱۳۹

۱۳ ص ۱۳۹

بلاشبہ امام احمد رضا اپنے عہد کے ایک عظیم فقیہ تھے۔ لطافت فہم میں امام احمد رضا کو جو مقام حاصل ہے وہ اُن کے معاصرین میں کسی کو حاصل نہیں تھا۔ فقیر کا ایک امتیاز خاص یہ ہے کہ اُس کو کیا بات فرمائیے اور احادیث جو یہ پر کمال معلوم ہو۔ امام احمد کی قوت حافظہ قرن اول کی یاد دلاتی ہے، وہ خود حافظ قرآن تھے اور معانی و مقامات سے آشنا .... اُن کے سامنے صرف قرآن کے الفاظ تھے کہ اُس کے معانی اور روح معانی بھی .... اُن کا فکر و خیال آیات و احادیث سے آباد تھا۔ حدیث میں اُن کے مقام کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خود علماء عرب اُن کی شان میں یہ انعام فرما رہے ہیں۔

کیف لا وهو امام المحدثین

ترجمہ :- کیوں نہیں، وہ تو محدثین کے امام ہیں۔

اور داکٹر سید محمد عبدالرشید (پیشوین شیعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور) نے امام احمد رضا کو "عشری فقیہ" صاحب نظر مفسر قرآن، اور عظیم محدث، قرار دیا ہے۔

سجادہ نشین امام شریف (بھارت) حضرت حسن بیابان دہلوی الحلی ۲۸ جولائی ۱۹۸۳ء کو دارم کے غریب خانے پر تشریف لائے اور دیکھ کر علمی گفتگو فرماتے رہے، اثنائے گفتگو میں فرمایا :-

"حضرت شاہ اولاد رسول مہر دینی، اعلیٰ حضرت کے لئے فرماتے تھے

کہ وہ "فقیر النفس" تھے، اُن کے الفاظ اپنی جگہ ایسے تھے جیسے حق"

حضرت شاہ اولاد رسول، امام احمد رضا کے معاصر تھے، صاحب علم و فضل اور مکتبہ کبیر کے مہتمم، ہم آپ کا سوال ہوا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی، امام احمد رضا کے ہم خیال نہ ہوتے ہوئے بھی یہ اظہار خیال فرماتے ہیں :-

"جزئیات فقہ پر جو اُن کو عبور حاصل تھا، اُن کے زمانے میں اُس کی نظیر نہیں ملتی"۔

اور جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب (جج سپریم کورٹ آف پاکستان شریعت پنچ) فرماتے ہیں :-

"علوم دینیہ، فقہ، حدیث، تفسیر وغیرہ میں آپ کو جو عظیم اندیزہ نہایت حاصل تھی اس میں تو کسی کو کام نہیں ملے"

(۳)

اس میں شک نہیں کہ بحیثیت فقیہ امام احمد رضا جامع فضائل و کمالات تھے۔ وہ حق پسند بھی تھے، عدل گستری اور حق گو بھی۔ وہ ایم بھی تھے، مجلس بھی، زامد و عابد بھی اور متقی بھی۔ وہ مقویت پسند بھی تھے اور بلن خیال بھی۔ وہ بے ریا اور بے نفس تھے۔ ایسے صداقت شعار کہ قول و فعل میں اصلاً تضاد نہیں۔ وہ باعزت تھے، باوقار تھے، ضدی اور سب دھم نہ تھے۔ جو کسی اُس پر عمل کر کے دکھاتے۔ بیباک و گستاخ اور خود سرور مغرور نہ تھے۔ زمانے کے بعض شناس تھے اور علوم و فنون کے ماہر۔ درست کی دقتی اور دشمن کی دشمنی سے بے نیاز۔ وہ بشیار تھے، بے غرور تھے۔ اُن کی نظر ہمہ گیر تھی، اور اُن کا کلر جاں نواز۔ وہ صاحب بصیرت تھے، اُن کی نظر میں نظر اندیشی نظر پر بھی رہتی تھی۔ ہندوگان خدا کو شکر میں نہیں ڈالتے تھے، اُن کے خدا و رسول نے جو نبیوں اُن کو دی اُن کا خیال رکھتے تھے۔ وہ

ابوالحسن علی ندوی، نذر اللغات، مطبوعہ جدید آباد دکن، ج ۸، ص ۱۱

عبدالغنی کبیر، مقالات پیر رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء، ج ۲، ص ۲۹

سید محمد متبول احمد قادری، پنیامت پیر رضا، مطبوعہ لاہور ۱۹۹۱ء، ص ۲۵

زمانے کی حرکت سے آگاہ تھے۔ تہذیبوں اور تمدنوں کے اُتار چڑھاؤ اور کم و زجاج کے نشیب و فراز سے واقف تھے۔ اُن کا دماغ روشن۔ اُن کا دل متحرک۔ کتبِ حدیث و فقہ پر گہری نظر تھی۔ تمام مسائلِ شرعیہ پر دلائلِ شرعیہ سے مستحسن تھے۔ وہ تعصبات کے ساتھ ساتھ، معتد کے مقام و مرتبے سے بھی آگاہ تھے۔ اُن کو زبان و بیان پر حیرت انگیز قدرت تھی۔ عربی، فارسی اور اردو میں بے لنگ لکھتے چلے جاتے۔ اُن کی فقیہی نگارشات میں بکثرت ادب پارے ملتے ہیں۔ انہوں نے تحقیق، تدقیق کا وہ اعلیٰ میاں قائم کیا کہ درجہِ جدید میں کسی نظیر نہیں ملتی۔ اُن کی طنزِ بابت میں بھی ابتذال نہیں۔ وہ اپنے فارسی کو پچانتے ہیں اور اُس کو مصلحت کر کے چھوڑتے ہیں۔ وہ اپنے قاری کو کسی دُشمن میں مبتلا نہیں کرتے۔ مطالبِ معافی خود اُن کے ذہن میں صاف ہوتے ہیں، وہ بڑی صفائی سے اپنی باتیں صاف صاف بتاتے چلے جاتے ہیں جو دل میں اتار لی جاتی ہیں۔ وہ دلائل و شواہد کے استغناء پر لگاتے ہیں کہ فارسی کا کچھ خیال پیرا نہیں رہتا بلکہ ایسا سیر ہو جاتا ہے کہ کچھ کبھی پیرا ہی نہیں لگتی۔ اُن کی تحقیقات بالآخر آرائی اور تشو و روانہ سے پاک ہیں۔ اُن کے اسلوبِ بیان میں قلیبت سے۔ اُن کو اپنے حافظ پر پورا بھروسہ ہے۔ وہ شوق کی صحت کا خاص اہتمام رکھتے ہیں۔ معاصر شہزادوں کو چھان چھان کر توں کرتے ہیں۔ علوم و فنون کی مصطلحات سے پوری طرح باخبر ہیں۔ انہوں نے علوم و فنون کو فیصلہ تشریحِ عطا فرمائی اور نظم و ضبط دیا۔ وہ دلائل و براہین کو ترتیب و تدریج کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ وہ بڑی خوبی سے معنوں پہیللے ہیں، پھر بیٹھتے چلے جاتے ہیں اور مایہ بہارت سے دریا کو کوزے میں بند کر دیتے ہیں۔ اُن کے اہل جاہلیت، صحت اور واپس داری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہیں۔ اُن کی فنی تقدیرات بھی اعلیٰ درجہ کی تحقیقات ہیں۔ وہ جب فیصلہ کر لیتے ہیں تو جیچھے نہیں بیٹھتے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم امام احمد رضا کی طلیت و فقاہت اور قوتِ فیصلہ پر اظہارِ خیال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”بند و نشان کے دورِ آخر میں ان جیسا لطایح اور ذہنِ فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے اُن کے خدائے سیہ راسے کا ٹکڑا ہی دیکھا ہے اور اُن کے خدائے اُن کی ذہانت، فطانت اور حجت طبع، کمالی فقاہت اور علومِ دینیہ میں تجرِ علمی کے شاہِ عادل ہیں۔ مولانا ایک دفعہ جو رائے کا ٹکڑا کر بیٹھتے تھے اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے، یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت عجز و فکر کے بعد کرتے تھے“۔

(۳۰)

فنِ فتویٰ نویسی میں امام احمد رضا کا جواب نہ تھا، اُن کا سلسلہ حدیث حضرت فناء ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شیخ عبدالحق دہلوی سے منسلک ہے۔ انہوں نے فقہ میں سندِ شیخ عبدالرحمن عسکری کی سے حاصل کی جن کا سلسلہ حضرت عبداللہ بن مسعود تک پہنچتا ہے۔ امام احمد رضا نے ۱۳ شعبان ۱۲۹۶ھ کو فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور ۱۲۹۹ھ تک فتویٰ نویسی کی مطلق اجازت مل گئی۔ پھر جب ۱۲۹۹ھ تک ۱۲ شعبان ۱۲۹۹ھ کو امام احمد رضا مستقل طور پر مدرسہ افتاء پر فائز ہو گئے۔ مجموعی طور پر ۴۴ سال امام احمد رضا نے فتوے لکھے، اُن کی کثرت تحریر کا عالم یہ تھا کہ مسودات کو چار نقل کرنے والے بیک وقت نقل کرتے جاتے، یہ کارِ نبی نہ ہوتے کہ پنجواں خمر تیار ہو جاتا۔ اس سے اندازہ لگا جاسکتا ہے کہ امام احمد رضا نے اپنی زندگی میں کتنا کچھ لکھا ہوگا۔ امام احمد رضا کے ہاں ساری دُنیا سے استفتاء اس قدر آتے کہ کسی مفتی کے پاس اتنی تعداد میں فتوے آتے دسے۔ ایک وقت میں پانچ پانچ سو استفتاء جمع ہو جایا کرتے۔ خود امام احمد رضا تحریر فرماتے ہیں:-

”فقیر کے یہاں علاوہ۔۔۔ دیگر مشاغلِ کثیرہ دینیہ کے کافر فتویٰ لکھ ڈاکٹر عبدالمصطفیٰ مرحوم، تحریر نمبر ۱۱ گشت ۱۹۶۰ء (شریکِ مجلس اقبال)



اس دہے وافر ہے کہ دس مفتیوں کے کام سے نابلد ہے۔ شہر و دیہات و  
امصار و اقطار ہندوستان، بنگال و پنجاب و ملتان برما و ارکان و  
چین بھارتی و امریکہ و افریقہ سنی و کرمکار تین تین محترمین سے استفادہ  
آئے ہیں اور ایک وقت میں پانچ پانچ سو جمع ہو جاتے ہیں۔

امام احمد رضا کے مجموعہ فتاویٰ کی بارہ جلدیں یادگار ہیں۔ بقول مولانا افتخار احمد  
قادری (رکن الجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڑھ، بھارت) فتاویٰ ضویہ کی پانچ جلدیں  
مبارک پور سے شائع ہو چکی ہیں۔ چھٹی جلد تکایت ہو رہی ہے، ساتویں اور آٹھویں  
دارالاشاعت، مبارک پور میں محفوظ ہیں، اس کے بعد کی مزید چار جلدیں برٹنی میں محفوظ  
ہیں۔ امام احمد رضا کے مجموعہ فتاویٰ کی فقہی اور دینی اہمیت تو مسلم ہے لیکن دوسری  
کئی حیثیات سے بھی اہم ہے۔ تاریخی، سیاسی، علمی، لسانی، ادبی، عمرانی، اقتصادی  
مناظر، سماجی و دیگر وغیرہ۔ فتاویٰ ضویہ اپنے دامن میں بہت سے علوم و فنون  
کو سمیٹے ہوئے ہے۔ امام احمد رضا کے فتاویٰ عربی، فارسی، اردو، ہندی، انگریزی زبان میں تفریق  
میں ایسی پیاری تحریر گویا ہے کہ ان کی اردو زبان میں بھی بعض قوسے انگریزی زبان میں تفریق  
کئے گئے ہیں۔ کیونکہ مستفتی جس زبان میں سوال کرتا تھا اس کو اسی زبان میں جواب بھیجا  
جاتا تھا۔ انگریزی زبان میں ایک استفادہ مند شخص کو کہہ فائدہ دینے والوں (برما)  
سے بھیجا تھا۔ جس کا جواب ۱۹۰۶ء میں دیا گیا۔ اس کا مکمل مترادف رضا  
کراچی (۱۹۸۲ء) میں شائع ہے۔ امام احمد رضا اس کا لحاظ تو رکھتے ہی تھے  
کہ جس زبان میں استفادہ آئے اسی زبان میں جواب لکھا جائے لیکن اس کا بھی اہتمام  
رکھتے تھے کہ استفادہ مند آتا تو جواب منثور دیا جاتا اور منظوم استفادہ آتا تو جواب  
منظوم دیا جاتا۔ فتاویٰ ضویہ میں منظوم فتوے بھی ہیں۔ امام احمد رضا کی فقہی  
تحقیقات اور فاضلہ فتوے نے بہت سے علماء کو مفتی بنادیا۔ مخالفت و موافق

لے احمد رضا خاں، (الطایب النبوی فی الفتاویٰ الضویہ) ج ۴، ص ۱۴۹

لے مکتوب مجروحہ ۲۵ اپریل ۱۹۶۹ء مبارک پور بنام راقم الحروف

سب ان کے فتووں سے استفادہ کرتے ہیں، بعض ان کا حوالہ دیتے ہیں اور بعض یہ  
تکلیف گوارا نہیں کرتے اور امام احمد رضا کی تحقیقات کو اپنے حساب میں لگا لیتے  
ہیں۔ ہر کیف امام احمد رضا اجر و ثواب سے محروم نہیں رہتے۔

امام احمد رضا کے مجموعہ فتاویٰ، الفتاویٰ الضویہ فی الطایب النبویہ کو قانون کے  
ماہرین نے قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ سچا پتہ ہندوستان کے مشہور قانون دان اور  
بہشتی بانی کورٹ کے جج پروفیسر فاضل الایٹ ملا نے امام احمد رضا کے فتاویٰ ضویہ  
اور فتاویٰ عالمگیریہ کو فقہ اسلامی کا شاہکار قرار دیا ہے۔  
اور پروفیسر ڈاکٹر رشید احمد (استاذ شعبہ علوم اسلامیہ، کراچی یونیورسٹی،  
کراچی) لکھتے ہیں:-

”فقہ کے میدان میں آپ کے فتاویٰ فقہ اسلامی کا وہ عظیم الشان کارنامہ ہیں

جو آپ کو مجتہد کے درجے پر فائز کرنے کے لئے کافی ہیں۔“

ہندوستان کا مشہور عالم شہرت یافتہ علمی مجتہد مہاراج (اعظم گڑھ، فتاویٰ ضویہ اور  
امام احمد رضا پر یہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

”دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر ان کی نظر وسیع اور گہری تھی مولانا جس

وقت نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جواب تحریر فرماتے

ہیں اس سے ان کی جامعیت علمی بصیرت، فقہی جہد، استفسار و ذات

جساری کا پورا پورا اعجاز ہوتا ہے۔ ان کے عالمانہ اور محققانہ

نفاذی مخالف و موافق ہر طبقے کے مطالعہ کے لائق ہیں۔“

شیخ ابوالفتح البودھ (پروفیسر کینیڈا الشریعہ تھن سود یونیورسٹی۔ ورجن) نے  
فتاویٰ ضویہ کا صرف ایک عربی فتویٰ مطالعہ کیا وہ تیران رہ گئے، خود فرماتے ہیں:-

لے مکتوب علامہ قزاق احمد قادری از سادات خاندانہ و نیشا، اسلام آباد، ستمبر، جنوری ۱۹۸۱ء

لے سید ریاست علی قادری، مبارک پور، مطبوعہ کراچی مشرق، ص ۳۳

لے مبارک (اعظم گڑھ، یوپی، بھارت) شمارہ ستمبر ۱۹۶۷ء ص ۲۳، ۲۴



مقدمہ مستعمل فتویٰ کی نقول کے ساتھ امام احمد رضا کی خدمت میں پیش کیا جائے اور ان سے درخواست کی جائے کہ :-

"ان تمام فتویٰ کو ملاحظہ فرمادیں اور ان سوالات حل طلب کے متعلق اپنی رائے

کا مع استناد جواب تحریر فرما کر بہت جلد مرحمت فرمادیں۔۔۔ مقدمہ چونکہ

عرصے سے دائرہ سے اس نئے نتیجہ کے مجموعے کے استعارے کی جاتی

ہے کہ بہت جلدی عدالت جہاں میں بھجوا دیا جائے۔۔۔ (۱۹۱۳ء)

اسی طرح اسلام آباد لاہور کے پروفیسر ریاضی اور پرنسپل مولوی حاکم علی مرحوم

امام احمد رضا سے، سائنسی، علمی اور سیاسی و موعاوت پر گفتگو فرماتے اور فتوے دیتے

تھے۔۔۔ تحریک ترک مولاات (۱۹۲۱ء) کے زمانے میں انہوں نے امام احمد رضا

سے جو فتویٰ لیا (اور جو علامہ اقبال کی نظر سے بھی گزرا) مشہور و معروف ہے۔۔۔ اس

فتویٰ نے تحریک ترک مولاات کے حامیوں کی اصلاح کی اور ان کو (مسلمانوں کو)

تباہی سے بچایا۔

امام احمد رضا نے فنی فتویٰ نویسی میں جن کی ذریت فرمائی وہ بھی اپنے عروج کو

پہنچے۔۔۔ ان میں قابل ذکر یہ حضرت ہیں۔ مفتی اعظم مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان مولانا

احمد علی اعظمی، مولانا شاہ غلام بہاری، مولانا محمد ظفر الدین بہاری، حکیم سید عزیز الرحمن

اور مولانا نواب مرزا وغیرہ۔

مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ امام احمد رضا کے چھوٹے صاحبزادے تھے، فنی

فتویٰ نویسی میں اپنی مثال آپ تھے۔ امام احمد رضا نے مولانا احمد علی اعظمی اور آپ کو

مستند افتاء و قضا پر مامور فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا :-

"ان دونوں کو نہ صرف فنی بلکہ شرع کی جانب سے ان دونوں کو فاضل و متبحر

کرنا ہوں کہ ان کی فیصلگی کی وہی حیثیت ہوگی جو ایک فاضل اسلامی کی ہوتی ہے۔

لے۔۔۔ احمد رضا خان: فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ بریلی، ص ۱۹۶، ج ۱، ص ۱۹۶

لے۔۔۔ پروفیسر محمد عین، پروفیسر مولوی حاکم علی، مطبوعہ لاہور، ص ۱۱۳، ج ۱، ص ۱۱۳

لے۔۔۔ امجد علی اعظمی، فتاویٰ امجدیہ، مطبوعہ آغا آباد، ص ۱۶۸

"عبارت کی روانی اور کتب و سنت و احوال سلف سے دلائل کے انبار

دیکھ کر میں حیران ہو گیا اور ششدر رہ گیا اور اس ایک فتوے کے مطالعہ

کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی کہ یہ شخص کوئی عالم اور اپنے وقت

کا زبردست فقیہ ہے۔۔۔ (ترجمہ عربی)

مشہور محقق و فکدار امام احمد رضا کے معاصر، مولانا محمد سعید دہلوی نے بڑی

دل لگتی بات فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :-

"حضرت مولانا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا علم نافع و ان کی فضاہت پر منتفی

تھا۔۔۔ اسی سے انہیں مقبولیت حاصل ہوئی اور اسی سے ان کا

نام زندہ ہے۔۔۔ لے

یہ فضلاء ہیں، بھول کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔۔۔ جو نفس کے اشاروں

پر نہیں چلتے۔۔۔ جو دوزخ روشن میں آنکھیں بند نہیں رکھتے۔۔۔ وہی کہتے

ہیں جو ان کا دل کہتا ہے۔۔۔ عالم اسلام کے موافق و مخالف فضلاء دانشور

نے جن جن القاب و کداب سے نوازا اور ان کے علم فضل پر جو بظاہر خیال کیا

اُس کو بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔۔۔ ان حضرات کے سائنات

پر پرتل پاکستان اور ہندوستان سے اب تک چھ مجموعے شائع ہو چکے ہیں اور

مزید شائع ہونے والے ہیں۔

(۴)

امام احمد رضا کے مستفتیوں میں علماء و فضلاء کے علاوہ پاک و ہند کی عدالت

عالیہ کے سب سے بھی شامل ہیں اور گلیات و جامعات کے پروفیسر بھی۔۔۔ جسٹس

محمد دین مرحوم (چیف کورٹ بہاول پور) جب ایک مقدمہ کا فیصلہ ذکر کے، مفتیوں

سے آٹھ فتوے لئے پھر بھی وہ غلطی نہ ہو سکے تو انہوں نے وجاہت کی کہ پورا

لے۔۔۔ محمد حسین اعظمی، امام احمد رضا دہلی، دانش کی نظر میں، مطبوعہ الآباد، ص ۱۹۶، ج ۱، ص ۱۹۶

لے۔۔۔ محمد مرید احمد، جہان رضا، مطبوعہ لاہور، ص ۱۶۲



(۶)

امام احمد رضا کا تحقیقی سیار بہت بلند تھا، اپنی تصنیف "حجۃ النوار" مطبوعہ لاہور) انہوں نے ماخذ اور اس کے متن پر علمی بحث کی ہے جسے اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ کیسے بنیاد پر محقق تھے۔  
برگئے یونیورسٹی (امریکہ) کے شہیدہ نمازنگ کی فاضلہ ڈاکٹر باربرا ڈی شیکاٹ اپنی کتاب میں لکھتی ہیں:-

”احمد رضا کی نگارشات کا انداز مدلل تھا جس میں بے شمار حوالوں کے ڈھیر ہوتے تھے جس سے ان کی علمی اور عقلی تفصیل کا اندازہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے مخالفین کی کوتاہیوں کا علم بھی ہوتا ہے“  
(انگریزی ترجمہ)

ڈاکٹر محمد الدین الوائی جو پہلے جامعہ ازہر (قاہرہ مصر) میں تھے اور اب مدینہ یونیورسٹی میں، پروفیسر ہیں اور سکاٹلینڈ میں لیکن حق پسند اور حق گو ہیں۔ وہ امام احمد رضا کی خدمات کو سراہتے ہوئے لکھتے ہیں:-

”جن علما نے ہندوستان میں دینی علوم سرایت و دینی خدمت میں اعلیٰ قسم کا حصہ لیا ہے ان میں مولانا احمد رضا خان صاحب کا نام سرخروست نظر آتا ہے۔۔۔ علوم عربیہ اسلامیہ کو آراستہ کرنے میں آپ کا بہترین دیکار دیکھتے ہیں۔“

امام احمد رضا کی فقہی اور دینی خدمات پر کام ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ پروفیسر محمد شفیع اختر خاکی (صدر شعبہ سائنس، لندن یونیورسٹی، انگلستان) نے امام احمد رضا کی تین سالہ ریفرنس (تفصیلات) نامی مکتبہ لاہور ۱۹۸۴ء میں ۴۱۰-۴۲۰ء میں اس بحث کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ جات امام اب سنت کا ایک ایسے کوچی سے شاخ ہو چکا ہے اور ایک ایسے میں مبارک پور اجماعت ایسے مسود

تھے بابر شیکاٹ، پبلشر مین، یونیورسٹی انڈیا، برکے، ۱۹۷۴ء

تھے صورت الرشید (کا پڑا) شمارہ ذریعہ ۱۶ ص

فقہی اور دینی تصانیف کو سامنے رکھ کر انگریزی میں تین مقالات تحریر فرماتے ہیں:-

- ① اسلام کا تصور علم
- ② اسلام کا تصور عمل
- ③ اسلام کا تصور دولت

پہلا مقالہ لاہور سے چھپ کر مجلس رضا، پاکستان (کی جانب سے ۱۹۸۴ء میں شائع ہو چکا ہے۔ پروفیسر محمد شفیع اختر صاحب نے کئی سال ہوئے امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کو انگریزی میں منتقل کیا تھا، بولا ہور سے چھپ چکا ہے۔

کنز الایمان کو پروفیسر شاہ فرید الحق (کراچی) اور آل رسول حسین صاحب (لاہور) نے ترقیہ انگریزی میں منتقل کر رہے ہیں۔ اول الذکر کا ترجمہ مکتبہ ضویر نے کراچی سے شائع کر دیا ہے۔

پروفیسر جی وی قمری (نیو کاسل یونیورسٹی، انگلستان) نے امام احمد رضا کی قابل مطالعہ تصنیف "تیسرا ایمان" کو انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو عنقریب مجلس رضا لاہور کی طرف سے شائع ہو جائے گا۔ پروفیسر ڈاکٹر جے ایم ایس لیان (شہید اسلامیات، لیڈن یونیورسٹی، البیڈ) بھی مجموعہ ہائے فتاویٰ کے قابل مطالعہ کے سلسلے میں امام احمد رضا کا فتاویٰ مذہبی مطالعہ کر رہے ہیں اور نہایت ہی شائق ہیں۔

امام احمد رضا کے حکو کا ہر گوشہ تحقیق و تدقیق کا تقاضی اور ایک الگ مقالے کا محتاج ہے۔ راقم کو امام احمد رضا پر تحقیق کرتے ہوئے ۱۳ سال گزر چکے ہیں مگر ایسا محسوس ہوتا ہے ابھی ساحل سمندر تک بھی رسائی نہ ہوئی، شادوری اور فتویٰ تو بہت دور کی بات ہے۔ امام احمد رضا کی شخصیت، زبان حال یہ کتنی معلوم ہوتی ہے۔

دل ہر قطرہ ہے ساز انا الیہو ہم اس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا!  
ہندوستان کے مشہور محقق و فاضل علامہ شبیر احمد خوری (جن کے علمی مقالات

ساہا سال سے علمی مجلات کی زینت بن رہے ہیں) فلسفہ جدید و قدیمہ پر ہر مقالے "عبد جبار کا تہا قافلا" امام احمد رضا کی تصنیف "انکسار الملاحمہ پر اپنے مقالے "عبد جبار کا تہا قافلا" نے

لے تیسرا ایمان کا انگریزی ترجمہ کراچی سے ستمبر ۱۹۸۸ء میں شائع ہو گیا ہے۔

لے معارف رضا مطبوعہ کراچی

میں تبصرہ کرتے ہوئے امام احمد رضا کا امام غزالی کا ہم پلہ قرار دیتے ہیں اور یہ دل گنتی بات فرماتے ہیں۔

”مجتہد نامتہ حاضرہ جیسے نادارہ روزگار کی عجزیت کی کما حقہ تصویر کشی کے لئے جن جامع منقول و منقول فضلاء کی کاوش و تحقیق درکار ہے وہ نایاب

ہیں تو کم یاب ضرور ہیں۔

بلاشبہ امام احمد رضا کا ایوان علم و دانش ایک ایسا حیرت کدہ ہے، جہاں زمانے کے بڑے بڑے دانشور گم ہوتے نظر آتے ہیں۔

آخر میں ہم اس مقالے کو لائڈن یونیورسٹی، لائپٹیک کے شجرہ علوم اسلامیہ کے فیاض و محقق پروفیسر ڈاکٹر جے۔ ایم۔ ایس۔ بلیان کے ماثرات پر خرم کرتے ہیں جس کا اظہار انہوں نے بعض خطوط میں کیا ہے۔

۱۔ احمد رضا خاں کی تصانیف کو میں جتنا پڑھتا جاتا ہوں اتنا ہی ان کی

کی وسعت مطالعہ سے متاثر ہوتا جاتا ہوں۔ وہ اپنے موضوعات سے

واقف ہیں اور ایک اچھے ماہر تعلیم کی طرح اپنے علوم کو بھی جانتے ہیں

بالخصوص وہ ان کی ضروریات اور احتیاجات سے بھی اچھی طرح باخبر ہیں

اور اس واضح شرط کے ساتھ ان کو بہت سے رسم و رواج کی اجازت

دیتے ہیں کہ ان کی نیت صالح ہونی چاہیے۔

(ترجمہ مکتوب مجرہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۹ء از لائڈن، لائپٹیک)

۲۔ جہاں تک احمد رضا خاں کا تعلق ہے میں فقہ اسلامی میں ان کی وسعت

علم سے بہت ہی متاثر رہا ہوں۔ ان کے افکار و خیالات بالعموم

بہت ہی متوازن ہوتے ہیں حتیٰ کہ ایک غیر یورپی کے لئے بھی قابل

فہم ہوتے ہیں۔

(ترجمہ مکتوب مجرہ ۱۱ جنوری ۱۹۰۹ء از لائڈن، لائپٹیک)

## فقیہ اسلام

از

ڈاکٹر حسن رضا خاں

یہ مقالہ ۱۹۰۹ء میں پیشہ

یونیورسٹی (بھارت) میں ڈاکٹریٹ کے لئے پیش کیا گیا جس میں ڈاکٹر صاحب کو

پتی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی۔ یہ مقالہ ۱۹۰۸ء میں اسلامک سٹیوڈنٹس

سینٹر، پٹنہ نے ہندوستان سے شائع کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب

کے ہر باب میں تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔ پہلے، دوسرے اور تیسرے ابواب

صحت سے لکھے گئے ہیں اور اس میں بہت مفید معلومات جمع کی ہیں۔

چوتھا باب امام احمد رضا کے حالات سے شروع ہوتا ہے، اس میں آپ کے

حالات و افکار کا جائزہ لیا گیا ہے۔ آخر میں ان سنات کی نقول بھی شامل

کی ہیں جو امام احمد رضا کو حدیث و فقہ میں عطا کی گئیں۔ پانچویں باب میں

امام احمد رضا کے احوال و آثار کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں امام احمد رضا کے منظوم

منشور فتوے نیز عربی، فارسی اور اردو فتووں کے نمونے بھی پیش کر گئے ہیں اور  
 انگریزی میں ترجمہ شدہ ایک فتویٰ بھی نقل کیا ہے اور آخر میں سپاس علوم و فنون پر  
 اہم احمد رضا کی ۳۱۲ تصانیف کی تفصیل فرست دی ہے۔ — چھٹے باب میں  
 مناہر تین، تلافیہ اور خلافت و متبعین کا ذکر کیا گیا ہے، یہ باب بھی محنت سے مرتب  
 کیا گیا ہے۔ ساتویں باب میں فقہ اسلامی میں اہم احمد رضا کی خدمات کا جائزہ لیا  
 گیا ہے اور فتویٰ نویسی میں ان کی مہارت کا ذکر کیا ہے اور ان کی نگارشات کے  
 نمونے پیش کر گئے ہیں جس سے انداز ہوتا ہے کہ وہ ”محدث وقت“ اور  
 فقیر العصر تھے، اس باب میں فقہ سے متعلق اہم احمد رضا کی مزید ۲۴۰ کتب فتویٰ  
 کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر اہم احمد رضا کی ۶۶۶ کتب و حواشی کی تفصیلاً  
 اس تحقیقی مقالے میں لکھی ہیں، یہ مقالہ قابلِ مطالعہ اور لائقِ تحسین و آخرین ہے،  
 فاضل مقالہ نگار اور وہ علماء دانشور جنہوں نے ان سے تعاون کیا سب قابلِ مبارکباد  
 اور ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

